لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ
اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

ذکر حمید

در احوال

نور اللہ شہید

مؤلفہ

خاکسار سید شبیر حسن محسن۔ فوٹوگرافر متوطن قصبہ موہان
محلہ نوابان ضلع اوناؤ ملک اودھ

بار اول

بمقام لکھنؤ مطبع اثنا عشری باہتمام سید بنیاد علی رضوی طبع شد
سنہ ۱۹۱۲ عیسوی

قیمت فی جلد ۸ محصول ڈاک۔ تعداد طبع ۲۵۰

نقشہ مرقد منور جناب قاضی سید نور اللہ شہید ثالث علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد خداوند عالم و نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
احقر زمن سید شبیر حسن محسن ابن جناب مغفرت مآب سید محمد وصی
صاحب مرحوم و مغفور متوطن قصبۂ موہان خدمت مومنین با تمکین مین عرض رسا
ہے کہ عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ جناب شہید ثالث قاضی نور اللہ صاحب
شوستری علیہ الرحمہ کی سوانح عمری لکھکر اونکی خدمت مین پیش کرون مگر بوجوہات
اس کار خیر کی انجام دہی سے معذور رہا الحمد للہ کہ اب بفضل خدا اپنے ارادہ
مین کامیاب ہوا اور یہ سوانح عمری حضرت ممدوح کی حیطۂ تحریر مین لاکر خدمت
حضرات مومنین و شیعیان جناب امیر المومنین مین پیش کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

قاضی صاحب کا نسب - ولادت - اور تعلیم

سید نور اللہ حسینی مرعشی شوستری ایرانی ابن سید شریف ابن سید نور اللہ

لہ یہ نسب نامہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود کتاب مجالس المومنین مین درج فرمایا ہے۔

ابن ضیاء الدین بن محمد شاہ بن مبارز الدین منوہ بن الحسین بن نجم الدین بن
محمود بن احمد بن الحسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد بن ابیطالب بن ابراہیم
بن یحیٰی بن الحسین بن محمد بن ابی علی بن ابی حمزہ بن علی المرعش بن عبداللہ بن
محمد الملقب بالسیلق بن الحسن بن حسین الاصغر بن الامام زین العابدین ع بن امام حسین ع
شہید کربلا یعنی قاضی صاحب ولادپاک حسین اصغر اول ابن حضرت امام
زین العابدین بن جناب امام حسین ابن حضرت علی ابن ابیطالب سے ہیں اور پدر
بزرگوار انکے شاگردان اکمل شیخ ابراہیم قطیفی سے تھے۔ کتاب مجالس المومنین
مین قاضی صاحب نے اپنے اجداد کے حالات قلمبند کیے ہین۔
ولادت آپکی بمقام شوستر ۹۵۶ھ مین ہوئی اور مولانا عبدالوحید شوستری
سے تکمیل علوم کی اور ۹۷۹ھ مین زیارت روضۂ مقدسہ رضویہ مشہد مقدس سے
مشرف ہوے اور محقق عبدالواحد و دیگر علماء وقت سے استفادہ حاصل کیا

قاضی صاحبکا ہندوستان آنا اور قاضی القضاۃ مقرر ہونا

قاضی صاحب ۹۹۵ ہجری مین ایران سے ہندوستان تشریف لاکر
حکیم ابوالفتح گیلانی کے یہان فروکش ہوے۔ حکیم صاحب موصوف
بعہد جلال الدین محمد اکبر پادشاہ ہندوستان دربار اکبری مین اعلی درجہ کے
لوگون مین سے تھے جو اوسکے نورتن کے ایک رتن تھے اور نام اونکا
مسیح الدین ولد مولانا عبدالرزاق المکنی بہ ابوالفتح تھا اور دوسرے بھائی
دوسرے حکیم ہمایون عرف حکیم ہمام تھے۔ یہ دونون بھائی مصاحب پادشاہ
مشیر سلطنت تھے اور حکیم ہمام بھی نورتن اکبری کا ایک ممبر کونسل انتظام

سلطنت کا نام اکبر نے جواہرات نورتن کے ہمنام نورتن رکھا تھا اور شمار مین یہ سردار بھی نو نفر تھے یعنی حکیم ابو الفتح گیلانی حکیم ہمایون معروف بہ حکیم ہمام شیخ ابو الفضل۔ علامہ شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی۔ مرزا عبد الرحیم خانخانان۔ عزیز مرزا۔

راجہ مان سنگھ کچھواہہ۔ راجہ بیربر۔ راجہ ٹوڈرمل۔ پہلے پانچون سردار شیعہ تھے اور ان پانچون مین حکیم ابو الفتح پکے اور مشہور شیعہ تھے جب اکثر وقت نماز آجاتا تھا اور یہ بحضور پادشاہ حاضر ہوتے تھے تو دست کشادہ نماز بطریق مذہب شیعہ دربار مین پڑھ لیا کرتے تھے۔

میر فتح اللہ شیرازی مذہب شیعہ کی اکبر بے انتہا عزت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر میر مذکور اہل فرنگ کے ہاتھ پڑجاتے اور انکے بدلے مین وہ مجھسے چاہتے تو مین اپنی سلطنت کے کل خزانے دیکر میر مذکور کو خوشی سے بدل لیتا۔

سلہ صاحب منتخب اللغات وسراج اللغات نے اتباع و انصار علیؑ کو ونیز برادران علیؑ واولاد فاطمہؑ کو شیعہ لکھا ہے اور مصنف غیاث اللغات نے لفظ شیعہ کے معنی گروہ علیؑ کے لکھے ہین اور صاحب قاموس نے لفظ شیعہ کے معنی دوستداران علیؑ ومحبان علیؑ واہل بیت رسولؐ کے لکھے ہین اور صاحب ملل ونحل اور اکثر علماے اہلسنت شیعون کی نسبت تحریر کرتے ہین کہ شیعہ وہ ہین جو کہتے ہین کہ علیؑ بعد رسول کے خلیفہ بلا فصل اور امام اول ائمہ اثناعشر سے ہین جو کہتے ہین کہ باقی گیارہ امام علیؑ ہی کی نسل سے ہین اور مصنف شرح مواقف نے لکھا ہے کہ شیعہ وہ گروہ ہے جو علیؑ کی متابعت کرتا ہے اور بعد رسولؐ کے نص جلی وخفی علیؑ کو امام بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ امامت علیؑ اور اولاد علیؑ سے خارج نہین ہوتی مگر ظلم غصب غیر سے یا تقیہ سے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ شیعہ میرا وہ ہے جو میرے چلن پر چلے۔

خلاصہ یہ کہ جب سید نور اللہؒ دار السلطنتہ ہندوستان یعنی اکبرآباد عرف آگرہ مین
پہونچگئے اور آپکے علم و فضل اور کمال کا حال حکیم ابو الفتح نے شہنشاہ اکبر سے
بیان کیا تو وہ انکے دربار مین پہونچنے کا خواستگار ہوا اور جب یہ داخل دربار ہوے
تو نہایت عزت کی اور یہ نوازش کامل پیش آیا اور علماے دربار مین جگہ دی۔
پادشاہ کی یہ عزت افزائی و قدردانی علماے اہلسنت کو شاق و ناگوار گذری۔
مخدوم الملک مولوی عبدالنبی و عبدالقادر وغیرہ نے انواع و اقسام کی تدابیر سے
قاضی صاحب کو حضوری پادشاہ سے دور رکھنے کی فکر کی مگر انکے علم و کمال کو
دیکھکر پادشاہ کے دل مین اونکی قدر و منزلت زیادہ ہوتی گئی مگر علماے اہل
خلاف کو اونسے سخت رنج و دشمنی ہوگئی۔ پادشاہ نے قاضی صاحب کے علم و فضل
اور کمال سے واقف ہوکر عہدہ قاضی القضاۃ ہند تجویز کیا اور اپنے ممبران کونسل
یعنی نورتن سے بھی راے لی چنانچہ جب پادشاہ بمقام لاہور بطور دورۂ ملک
پہونچا تو قاضی معین الدین کو معطل کرکے بجاے اونکے سید نور اللہؒ کو مقرر کیا
مگر سید نور اللہؒ نے اس عہدہ کے قبول کرنے سے عذر کیا لیکن جب پادشاہ نے
زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ اگر شہنشاہ اعظم میری اس شرط کو قبول فرمالین کہ مین اپنے
اجتہاد اور راے کے موافق مقدمات کا فیصلہ کرونگا اگرچہ وہ فیصلہ کسی نہ کسی
فتویکے موافق ہوگا یعنی امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد حنبل کے
فتوی سے یعنی ان چارون امامون مین سے جسکو حق پر دیکھونگا اوسکے موافق
فتوی دونگا کسی ایک کی تقلید نہ کرونگا پس اگر ایسے فتوے سے فیصلے کرانا
منظور ہون تو مین عہدۂ قضا کو قبول کرتا ہون۔ پادشاہ نے اس شرط کو منظور
فرماکر حکم دیا کہ ہم تمھارے اخذ کو کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے اخذ سے

کہ ہم نہین جانتے ہین تمھاری شرط ہمکو قبول و منظور ہے تم کار قضا کو انجام دو۔
پس اس حکم کے پانے کے بعد سید نور اللہؒ قاضی القضاۃ ہند یعنی وزیر
انصاف مقرر ہوگئے اور اس کام کو انجام فرمانے لگے اور اپنے فرض منصبی کو
اسطرح ادا کرتے رہے کہ جو مسئلہ چارون مذاہب اہلسنت مین سے
مذہب امامیہ کے مطابق ہوتا اوسکے موافق مقدمہ فیصل کرتے نیز ایسی
عمدگی و خوبی سے انجام فرمایا کہ دشمن بھی مداح و معترف ہوے چنانچہ ملا عبد القادر
بدایوانی مصنف منتخب التواریخ جو متعصب سُنی سید نور اللہؒ کا ہمعصر ہے اپنی
تاریخ مین بذکر علماے عہد اکبر لکھتا ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعہ
مذہب ہین لیکن بسیار بصفت نصفت و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقوی
و عفاف و اوصاف اشراف موصوف ہین اور علم و حلم و جودت فہم و حدت
طبع و صفائی قریحہ و ذکا مین مشہور ہین اور صاحب تصانیف لائقہ ہین اور
تفسیر مہمل یعنی بے نقط (اس تفسیر کا نام سواطع الالہام ہے۔ مؤلف) شیخ فیضی پر
ایک ایسی توقیع تحریر کی کہ حیز تعریف و توصیف سے باہر ہے۔ طبیعت ناظم رکھتے
ہین۔ اشعار دلنشین کہتے ہین حکیم ابو الفتح کے وسیلہ سے ملازمت شاہی
مین داخل ہوے اور جسوقت موکب منصور لاہور مین پہونچا اور وقت ملازمت
قاضی معین الدین کو ضعف پیری و فتور قوی سے مرض سقطہ دربار مین واقع ہوا
تو اونکے ضعف پیری و فتور قوی پر رحم فرماکر کہ شیخ اب قابل کار نہین ہین قاضی نور اللہؒ کو
قاضی القضاۃ پر بادشاہ نے منصوب و منسوب کردیا یعنی وزیر انصاف سلطنت
ہند مقرر فرمایا۔ بعدہ ملا عبد القادر منتخب التواریخ مین تحریر کرتا ہے کہ الحق مفتیان
ناحق و محتسبان بدنفس کو جو کہ معلم الملکوت کو سبق دیتے تھے نہایت عمدہ طور سے

سید نور اللہ ضبط مین لائے اور راہ رشوت کو اوپر بند کر دیا اور پوست پستہ مین ایسی گنجایش دیدی کہ مزیدے بران متصور نہین اور مین کہہ سکتا ہون کہ اس بیت کے مصنف نے اس مضمون کے واسطے سید نور اللہ کو منظور کیا اور کہا بیت

توئی آنکس کہ نہ کردہ بہمہ عمر قبول
در قضا ہیچ زکس غیر شہادت زگواہ

قاضی صاحب کی شہادت

قاضی نور اللہ رح کے بارہ مین علماے اہلسنت نے ہرچند جلال محمد اکبر پادشاہ سے چغل خوریان کین مگر پادشاہ منصف مزاج و قدردان کے مقابلہ مین کامیاب نہو سکے لیکن جب اکبر نے انتقال کیا اور نور الدین جہانگیر تخت نشین ہوا تب بھی لوگ اسیطرح قاضی صاحب کی نقصان رسانی کی کوششین کرتے رہے مگر اثر پذیر نہوئین تب یہ فکر کی کہ کچھ لوگ مامور کیے گئے کہ قاضی صاحب کے شاگرد بنکر خدمت قاضی صاحب مین حاضر رہنے لگے اور ایک کتاب اپنی طرف سے از نام قاضی صاحب لکھ لی اور اوس کتاب مین صوفیون اور پادشاہ کے پیران طریقت کی نسبت سب و دشنام بہت سخت باتین تحریر کین حتی کہ شیخ سلیم چشتی (مدفون فتحپور سیکری) پادشاہ کے پیر کو قرمساق پدر سگ ناتحقیق لکھا اور یہ کتاب بحضور پادشاہ پیش کی اور اون دشمنون نے عرض کیا کہ ہمنے کچھ لوگ مامور کیے تھے کہ وہ رافضی بنکر خفیہ طور پر قاضی صاحب کی شاگرد کین

رہیے اور یہ کتاب اونکی تصنیف کی ہوئی حاصل کرلائے ۔ یہ سنکر پادشاہ
بہت غضبناک ہوا اور ان علماسے جنکی تعداد بیالیس بیان کیجاتی ہے
فتوی طلب کیا اور قاضی صاحب سے بھی دریافت کیا گیا کہ شیخ سلیم
چشتی کی نسبت آپ کیا کہنا چاہتے ہین لیکن موصوف نے شیخ سلیم چشتی کے
حق مین مبالغہ آمیز الفاظ سے اپنے کو بچانے کا ذریعہ نہین بنایا۔ علمانے
سیسہ گلا کر پلانا۔ گدی سے زبان کھنچوانا۔ سو دُرّے خاردار لگوانا اور
قتل کرنا اس سزا کا فتوی لکھا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ بعد قتل قاضی
صاحب نورجہان بیگم کے دریافت کرنے پر جہان گیر نے جواب دیا کہ مینے
قاضی صاحب کے قتل کا کوئی حکم اپنے ہوش مین نہین لکھا شاید اون علمانے
بحالت نشۂ شراب حکم قتل قاضی صاحب لے لیا ہوگا۔

بہرحال تحریرات مصنفین تاریخ نوری و مخبر الواصلین و ریاض و نجوم السماء
وغیرہ اون علماء نے جسطرح سے ممکن ہوا پادشاہ سے بنابر قتل قاضی صاحب
اجازت لے لی اور اونکو اپنے روبرو اپنی جماعت کے درمیان
طلب کیا۔ قاضی صاحب نے اوس جماعت سے اپنے قتل کا سبب
پوچھا تو سب نے یکزبان ہوکر کہا کہ ہماری رائے مین تم سرگروہ
روافض[1] کا قتل حاکم شریعت و پادشاہ و قضا پر واجب ہے

[1] رافضی منسوب بر رافضہ و رافضہ گروہے از لشکرے کہ سردار خود را بگذارند و شرقہ از شیعہ کہ بزید بن علی بن حسین بیعت کردند بعد از ان گفتند کہ از شیخین تبرا کن تا با تو ہمراہی کنیم زید انکار نمود و گفت کہ چگونہ تبرا کنم از ایشان کہ وزیر و معاون جد من بودند پس ایشان او را رفض کردند یعنی گذاشتند تا آنکہ حجاج او را شہید کرد (غیاث اللغات)

قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ حکم تمنے کس حکم شرعی اور کس آیت وحدیث سے
اخذ کیا ہے۔ اوس جماعت نے جواب دیا کہ تمھارا عقیدہ برخلاف شرع
شریف کے ہے۔ قاضی صاحب نے اپنے عقیدہ کو بالکلیہ زبان مبارک سے
بیان فرمایا اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمداً
عبدہٗ ورسولہٗ واشھدان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ کو زبان مبارک سے
جاری فرمایا جسکو سنکر بعض لوگ ساکت ہو گئے اور بعضون نے کہا کہ تم
رافضیون کے پیر ہو جو چاہو کہو ضرور قتل کئے جاؤگے قاضی صاحبؒ نے
فرمایا کہ قتل تو میرے جد امجد جناب امام حسینؑ بھی کیے گئے تھے مگر سبب قتل کہو اور
جسطرح کہ قاتلان حضرت امام حسینؑ ناری وجہنمی اور ملعون ہوے کیا تم لوگ بھی

بقیہ صفحہ ماقبل۔ صاحب غیاث نے جو وجہ شیعون کے حضرت زید سے علیحدگی کی لکھی ہے وہ یہ نہین ہے
بلکہ مورخین نے باتفاق تحریر کیا ہے کہ امام وقت نے حضرت زید کو اجازت جہاد کی نہین دی تھی اور
حضرت زید نے بخلاف حکم امام عزم جہاد کیا تھا اور مذہب شیعہ مین بغیبت امام و بلا حکم امام وقت جہاد
ناجائز ہے۔ نیز مورخین نے لکھا ہے کہ بعد رحلت جناب رسول خدا سقیفہ بنی ساعدہ مین دربارہ خلافت
اجماع ہوا اور خلافت ابوبکر پر قرار پائی جو لوگ کہ خلافت حق علی مرتضٰی کا جانتے تھے بیعت ابوبکر سے
انکار کیا پس ابوبکر نے کہا رفضونی یعنی ہمکو چھوڑ دیا۔ اسوجہ سے سنیون نے شیعون کو رافضی کہنا
شروع کر دیا۔ مجمع البحرین مین ہے کہ لفظ رافضی کو فرعونیون نے امت حضرت موسیٰ پر اطلاق
کیا اور اخبار مختار مین ہے کہ عمر سعد نے مردمان مختار کو جو کہ جناب امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لیتے تھے
رافضی کہا اور تاریخ الفی مین تفسیر حضرت امام حسن عسکری سے مسطور ہے کہ اول جس شخص نے
لفظ رافضی کا اطلاق کیا وہ فرعون تھا اور یہ اوسوقت ہوا کہ جادوگرون نے
بسبب مشاہدہ آیات حضرت موسیٰ دین فرعون کا ترک کرکے پیرو حضرت
موسیٰ کے ہوے اوسوقت فرعون نے اون سے کہا قد رفضتم دینیا اور اون لوگونکو
سخت عذاب مین رکھا۔

ایساہی پسند کرتے ہو۔

جب مخالفین کوئی دلیل نہ پیش کرسکے تو سب نے یکزبان یہ کہدیا کہ جو دلیل بنابر قتل حسینؑ تھی اور جس دلیل سے تم گروہ روافض کے زمانۂ خلفاے بنی اُمیہ و مروانیہ و امویہ و عباسیہ مین قتل ہوے اوسی دلیل سے تم بھی قتل ہوتے ہو۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اونکا انجام جو کچھ ہوا وہ بھی تمکو معلوم ہے کہ آج تک وہ لوگ موردلعن ہین اور ہمیشہ کے لیے بحکم مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا کے داخل جہنم ہین اور دنیا مین بھی اپنے اعمال بد کی سزا پا گئے۔

یہ سنکر علماے مخالف نے کہا کہ ہمکو سب منظور ہے مگر تمھارا رہا کرنا منظور نہین اور اسکے بعد ایک مباحثۂ طولانی ہوا جسمین علماے مخالف لاجواب ہوے اور پھر اکر جلاد کو حکم دیا کہ اس رافضی (قاضی صاحب) کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دو جلد سزاہاے مجوزہ کو جاری کرو۔

جب قاضی صاحب نے اپنی مقتولی ضروری خیال کی تو دو رکعت نماز کی مہلت چاہی بقولے اجازت ملی و بقول دیگر نہین ملی۔ آخر علماے اہل خلاف نے بقولے اپنے ہاتھ سے و بقول دیگر جلاد کے ہاتھ سے اپنی تینون تجویزین قاضی صاحب شہید کی لاش کے ساتھ جاری کین اگرچہ شہادت آپکی چند دُرّون کے ساتھ ہو گئی تھی۔

شیخ حرآملی نے کتاب امل الامل مین تحریر کیا ہے کہ وجہ شہادت قاضی صاحب تصنیف کتاب احقاق الحق ہے قاضی صاحب کی تصانیف کی تعداد ایک سو اٹھانوے ایک ہے۔ علی قلی خان والہ نے تذکرۂ ریاض الشعرا مین

لکھا ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری کو فن شاعری مین نہایت قدرت و مہارت تھی اور تخلص نوری تھا۔

بعد شہادت قاضی صاحب کی لاش ناٹہ ڈولی کہار مین کہ مسلخ قصابان نہایت گندہ تھا ڈالدیا اور کوئی دقیقہ ذلت کا فروگذاشت نکیا گیا مگر برکت اس لاشۂ مبارک کے اوس جاے گندہ مین دور تک نجاسات باقی نرہی اور زمین پاک وصاف ہوگئی اور ایک خوشبو پیدا ہو کر وہ جگہ معطر ہوگئی اور لاشہ اوس زمین سے کچھ اونچا تھا۔ تین روز تک یا کچھ زیادہ اور دفن کے وقت تک لاش تازہ تھی اور خوشبو پیدا تھی۔

جب یہ کرامات و امور عجیبہ ظاہر ہوے تو اہل شہر زیارت کے لیے جانے لگے مگر علماے اہل خلاف نے بدین خیال کہ مخلوق اونکو برا کہے گی اہالیان شہر کو وہان جانے سے روک دیا اور منادی کرادی کہ رافضی کے لاشہ پر جانا گناہ ہے جو جائیگا سزا پائے گا۔

قاضی صاحب شہید ثالث کے لقب سے ملقب ہین شہید اول محمد بن مکی[1]۔ شہید ثانی شیخ زین الدین[2] ور قاضی صاحب شہید ثالث ہین۔

خلاصہ یہ کہ سید نور اللہ شوستری کی شہادت روز جمعہ ۱۸ جمادی الآخر ۱۰۱۹ھ کو بمقام اکبرآباد عرف آگرہ واقع ہوئی اوسوقت عمر شریف اون جناب کی تریسٹھ برس کی تھی

---

[1] شیخ شمس الدین ابو محمد عبد اللہ محمد بن مکی بن جلد الآملی الجزینی فقیہ و محدث جلیل القدر تھے جنکو ۷۸۶ھ ہجری مین بمقام دمشق قاضی برہان الدین مالکی اور عباد بن جماعۃ الشافعی کے فتوی سے بموجب تلوار سے شہید کر گئے سولی دی بعدہ سنگسار کیا اور پھر لاش کو جلادیا۔

[2] صاحب شرح لمعہ بوجہ شیعہ ہونے کے قسطنطنیہ مین ۹۶۶ھ ہجری کو شہید کیے گئے

کیونکہ ولادت باسعادت آپکی ۹۵۶ھ ہجری مین ہوئی تھی مصنف مجزالوصلین نے ایک رباعی پراز رموز تحریر کی ہے جس سے آپکی شہادت کا دن۔ تاریخ مہینہ اور سنہ چارون نکلتے ہین اور صاحب مفتاح التواریخ نے بھی اس رباعی کو بحوالہ کتاب مجزالوصلین نقل کیا ہے لیکن رموز کو اوسنے تحریر نہین کیا ہے اور وہ رباعی یہ ہے ؎

میر نور اللہ عالی انتساب — زین زمانہ با دلِ آگہ شدہ
سال رحلش مظہر حق زد رقم — عدن جاے میر نور اللہ شدہ ۱۰۱۹ھ

مصرع اول مین نام قاضی صاحب شہید کا ہے اور مصرع دوم مین اٹھارہ حروف ہین جنکی تعداد سے ماہ قمری کی ۱۸ تاریخ نکلتی ہے اور مصرع سوم کے پہلے دو لفظ سال رحلش مین سات حرف ہین جس سے ہفتہ کا روز ہفتم جمعہ مراد ہے اور درمیان مین نام مصنف کا خالی چھوڑکر پہلے دو لفظ زد رقم کے پانچ حرف ہین جنسے سال کا پانچوان مہینہ جمادی الآخر مراد لیا ہے اور مصرع چہارم سے سنہ ۱۰۱۹ ہجری نکلتا ہے ــ

بعد شہادت باختلاف روایات قاضی صاحب کی لاش کو مخالفین نے دفن نہونے دیا مگر ایک شب کو جہانگیر نے خواب مین دیکھا کہ حضرت رسول خداؐ بغضب و قہر فرماتے ہین کہ بندگان مقبول خدا کو اذیت رسانی تیرے عہد مین جاری ہے اور میرے فرزند نور اللہ کو بعد قتل بھی تو اجازت دفن نہین دیتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ مبتلاے غضب الٰہی ہو اور تیرا تخت و تاج اور سلطنت برباد ہو جاے۔ جلد حکم دے کہ میرے فرزند نور اللہ کو مومنین دفن کرین ــ یہ سنکر بادشاہ سخت خائف ہوا اور خواب سے چونک پڑا اور کانپتا ہوا خوابگاہ سے

باہر آیا اور اوسیوقت حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کیجائے کہ جو لوگ قاضی
صاحب کے ہم مذہب ہون وہ اونکی لاش کے دفن کرنے مین شریک ہون
اور دفن کرین چنانچہ منادی ہوئی۔ چونکہ وہ زمانہ شیعون کے واسطے نہایت
پر آشوب تھا صرف تین شیعہ در دولت شاہی پر حاضر ہوئے اونمین سے
دو مسافر اور ایک باشندۂ شہر تھا یا ایک مسافر اور دو مقیم تھے منجملہ اون
تین کے ایک راجو بخاری تھے جو بڑے عابد و مجتہد تھے اور بعد دفن قاضی
صاحب کی قبر کے مدت تک مجاور رہے مگر جب دشمنون نے بہت ستایا
تو قصبہ باڑی واقع ریاست بھرت پور مین جو دھول پور سے نو کوس ہے
آکر بحالت درویشی گوشہ نشینی اختیار کی اور باڑی ہی مین انتقال فرمایا اور
آپکا مزار ابھی زیارت گاہ عام و خاص ہے اکثر لوگ مجالس عزا برپا کرتے ہین
اور اونکے اعزا احباب اور شاگردون کی قبرین اسی نواح مین گرد و پیش
موجود ہین۔ سید راجو کے بھائی سید مجاہد کی نسل سے بعض سادات ابتک
قصبہ باڑی مین رہتے ہین اور سید راجو کی قبر کے مجاور ہین اور اب بعض جید
سنیہ مذہب ہین۔
خلاصہ یہ کہ ان تینون حضرات نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم لوگ ہم مذہب
قاضی صاحب کے ہین اگر بحیلہ ہمارا قتل منظور ہو تو بھی ہم لوگ حاضر ہین اور اگر
دراصل دفن کرانا مقصود ہے تو اجازت عطا فرمائی جاوے کہ دفن کر دین۔
بادشاہ نے اون تینون بزرگون کو حضور مین طلب کر کے اپنے خواب کا حال
بیان کیا اور حکم دیا کہ قاضی صاحب کی لاش کو عمدہ طریق سے دفن کرا دو۔
پس یہ تینون حضرات قاضی صاحب کی لاش آپکے بھتیجا جو کہ آپ سر بھر کر

اشک خونی آنکھوں سے جاری کئے اور گردن مین باہین ڈالکر لپٹ گئے اور زار زار رونے لگے۔ اس درمیان مین وہ جماعت با گروہ تاجران ایرانی جو رسالہ سوار انٹرنیشنل کا جسکے افسر کو گوالیار مین بحالت خواب حکم جناب فاطمۂ زہرا بنا بر دفن لاش قاضی صاحب ہوا تھا پہونچگئے اور شریک دفن ہوئی اور خواب پادشاہ کا حال سُنکر مخلوق جوق جوق موافق و مخالف بنا کر شرکت تدفین قاضی صاحب جمع ہوئی اور اسقدر مجمع وزرا۔ امرا و رعایاے شہر و لشکر سے بنا بر دفن لاش قاضی صاحب ہوا کہ اس سے قبل کسی جنازہ کے ہمراہ نہوا تھا لیکن جو جگھ بنا بر دفن متصل اجمیری دروازہ تجویز ہوئی تھی علماے اہل خلاف نے اعلیٰ و عمدہ جان کر وہان دفن نہونے دیا بلکہ ایسی جگہ تجویز کی جہان پر کہ اوس زمانہ مین نصاراے اہل فرنگ کا قبرستان تھا بلکہ ابتک مقبرے نصاراے اہل فرنگ کے موجود ہین جنمین بعض قبور مسلمانونکی گنبد دار بنی ہوئی ہین۔ چنانچہ قاضی صاحب کے لاشہ پر اول سید راجو نے نماز با جماعت مع شیعیان ایران و ہندوستان پڑھی بعد ازان اہل لاہور۔ اہل ملتان۔ اہل دہلی و اہل آگرہ نے چند جماعتون سے نماز جنازہ کو جدا جدا اپنے طریق پر ادا کیا اور مختلف گروہون اور مختلف ممالک کے باشندونکا نماز جنازہ پڑھنے کا یہ سبب ہے کہ قاضی صاحب نے جن لوگونکے مقدمات فیصل فرمائے تھے اور جن لوگون کے کام آپ سے پڑے تھے وہ لوگ آپکو سب سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ بعد ازان لاش کو سید راجو اور اونکے اہل گروہ نے سپرد زمین کر دیا۔

قاضی صاحب کا مدفن

آپکے مزار کی نسبت مختلف اقوال ہین ایک یہ کہ آپکی قتل گاہ متصل مقابر نصاریٰ
کے نالہ مین ہے۔ دوسرے یہ کہ دریاے جمنا کا کوئی دوسرا نالہ تھا تیسرے
یہ کہ سکندر لودی والی مسجد جو بالاے نالہ نائی کی منڈی ہے جہان پر اب
کلکٹری کی کچہری ہے اور اسی مسجد سے تجہیز و تکفین ہوکر مدفن تک پہونچکر دفن
ہوے اور بعض آپکا مکان اسی آپکے محلہ مین جو آپکے نام پر قاضی واڑہ مشہور ہے
لکھا ہے اور بقولے مکان آپکا ایک عمدہ عمارت عالیشان کو جو قریب
شیش محل و حمام آلہ وردی خان کے تھا قریب مکان سید محمود شہید کے تحریر کرتے
ہین۔ خلاصہ یہ کہ قاضی صاحب کی قبر مدت تک بے نشان رہی مگر عرصہ کے
بعد منصور خان صوبہ دار آگرہ سنے ظاہر کیا ورنہ ایک فرضی قبر کی زیارت کی
ہوتی تھی۔ آگرہ مین ایک محلہ مال کا بازار ہے اوسی کے ملحق منصور خان
گذری اہمی منصور خان کی یادگار ہے۔ یہ مزار آگرہ مین عدالت دیوانی کے قریب
نہر کے پار ہری پربت کے پاس ایک پختہ احاطہ مین واقع ہے جسکا دروازہ
مشرق رویہ ہے اس قبرستان مین مومنین کی بہت سی قبرین ہین جو آپ کے
مزار کے چارون طرف ہین اور اوپر اکثر قطعات تاریخ وفات پتھر و پر کندہ ہین

لہ سید محمود کی قبر پر اس زمانہ مین عمارت نہین ہے تعویذ پر ناد علیؑ و آیۃ الکرسی ٹوٹے پھوٹے
حروف مین دکھلائی دیتی ہے اور یہ سید بھی سید بنی فاطمہؑ تھے انہین ظالمون سنے بعہد
شہاب الدین محمد شاہجہان بوجہ عداوت مذہبی شہید کیا تھا اور سر کاٹ کر لیگئے اور جسد بغیر
سر دفن کیا گیا۔ قبر انکی محلہ رکاب گنج کے چورا ہے پر بنی ہوئی ہے پہلے مقبرہ بھی تھا مگر اب مقبرہ نہین ہے
صرف قبر کا تعویذ سنگ سرخ سے پختہ بیلو موجود ہے اور سرہانے ایک لمبا پتھر جسکو مصلا
کہتے ہین کھڑا ہے۔ بعضون نے انکو سید جلال یا جلال الدین لکھا ہے مگر مصنف مفتاح التواریخ
نے انکا نام سید جلال لکھا ہے اور صاحب نوری نے دونونکو ایک تحریر کیا ہے۔

اسی احاطہ میں تین در کی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے جسکو شاید دہلی کی کسی شاہزادی نے تعمیر کرایا ہے۔ اسی طرف چند اہل ایران کی بھی قبریں ہیں اور اونکے مجتہد خاص قاضی صاحب کے مزار کے قریب مدفون ہیں۔

صفویہ سیدہ قندھاری بیگم کے باغ میں اوسکی قبر بھی ہے۔ یہ بیگم شاہزادی ایران نسل حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شیعہ مذہب تھی۔

ایک سو انہتر ۱۶۹ سال کے بعد روضہ کی تعمیر ہوئی جسمیں دس مدور دریں اور جسکو سنہ ۱۲۹۰ھ میں سید علی نقی ڈپٹی کلکٹر نے بشرکت شیعیان تعمیر کرایا جسکی تاریخ تعمیر مرزا حاتم علی بیگ مرحوم لکھنوی میرے والد مغفور کے دوست نے تصنیف فرمائی جو یہ ہے ؎

بحکم حاکم الظلم ظالم التعب کشیدہ شہید ثالث | غریب و بیکس بزرگ و سید ستم رسیدہ شہید ثالث
زبان حق گوش حق تگفتی بگوش ناحق شنوگران بد | بکام ناکام زیر تیغ جفا چشیدہ شہید ثالث
جناب نجے راللہ حزین امر از جنت نماست اینجا | خوشا مقامی کہ از مظالم نجات دیدہ شہید ثالث
بنا نہادند اہل عرفان مکان آن آفتاب ایمان | خوش آسمانے برین زمینی کہ آرمیدہ شہید ثالث
چو خواست مہر سخن سرا زین مکان نشانی بگفت ہاتف | چہ تحریر شد بسال ہجری بیادِ دیدہ شہید ثالث

سنہ ۱۹۱۰ء میں بکوشش سید کفایت حسین تحصیلدار و خان بہادر سید ابوالحسن تحصیلدار و سید کاظم حسین وکیل و دیگر مومنین دروازے لگائے گئے۔

قطعہ تاریخ شہادت جو لوح قبر پر کندہ ہے۔ مرقد منور سید نور اللہ شستری الحسینی

عاقلے اطفائے نور اللہ کرد | قرۃ العین نبی را سر برید
سال قتل حضرتش ضامن علی | گفت نور اللہ سید شد شہید ۱۰۱۹ھ

در عہد جہانگیر بادشاہ بسعادت شہادت فائز شدند

تاریخ نثر جو سنگ سرخ پر کندہ ہے اور قریب منبر نصب ہے۔
مرقد مطہر مضجع منور سید سند عالی مقدار شہید والا تبار بہار رباغ امامت سحاب گلشن سیادت برق کشت زار اہل ضلالت پیشو فرقۂ ناجیۂ باسعادت یادگار شہسوار یثرب وبطحا چشم وچراغ شہید کربلا آفتاب آسمان ہدایت ورہبری ابو الفضائل سید نور اللہ الشستری نور اللہ مضجعہ کہ در سنہ ۱۰۱۹ھ بدرجۂ شہادت فائز گشتہ ومرمت مرقد مطہر در سنہ ۱۱۸۸ھ بشہود پیوستہ۔
قاضی صاحب کے مزار سابق کی چاہے جو کچھ حالت ہو مگر تھوڑے عرصہ سے مؤمنین وسادات متوطنان پہرسر ریاست بہرت پور مقیم حال محلۂ شاہ گنج آگرہ واہلک متصل بھرت پور وخاص شہر آگرہ نے مقبرہ جدید تیار کرا دیا ہے اور اب اسی مکان میں اکثر مؤمنین مجالس عزائے جناب سید الشہدا مظلوم کربلا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا برپا کیا کرتے ہیں اور ہر پنجشنبہ کو مجلس عزا و وعظ وغیرہ ہوا کرتی ہے۔ مزار مبارک کے مجاور دو شخص سید حسنین صاحب اور پیشنماز مسجد مزار سید حسن عباس صاحب موسوی کنتوری ہیں۔
سید محمد علی منصرم سب ججی آگرہ نے اپنے ذاتی روپیہ سے احاطۂ مزار میں سبیل کی عمارت تعمیر کرائی جو خوشنما عمارت ہے۔ مسافر خانہ مع غسل خانہ و پائخانہ و عمارت مزار چندہ سے تعمیر ہو گئی ہیں جس سے زائرین کو بہت آرام ہو گیا ہے جو سڑک کچہری دیوانی سے مزار اقدس کو آتی ہے وہ بہت خراب تھی جس سے رہروون کو نہایت تکلیف ہوتی تھی اوسکو سید ناظم حسین وکیل نے کوشش بلیغ فرما کر پختہ بنوا دیا اور ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو ایک کمیٹی ہوئی کہ جو سڑک

کچہری دیوانی سے ہوتی ہوئی مزار قاضی صاحب کو گئی ہے اسکا وہ حصہ جو کچہری سے مزار تک واقع ہے وہ پختہ ہو جائے چنانچہ نواب حاجی فتح علیخان قزلباش سی آئی ای رئیس اعظم لاہور نے ایک خط کلکٹر صاحب آگرہ کو لکھا اور سید موسی رضا و سید ناظم حسین وکیل و ماسٹر عبداللہ بدین غرض صاحب کلکٹر سے ملے۔ صاحب نے فرمایا کہ اگر مزار کی جانب سے اس حصہ کی بابت جو نہر سے دروازۂ مزار تک واقع ہے روپیہ دیا جائے تو سڑک پختہ بنجائے گی چنانچہ یہ منظور کیا گیا۔ میونسپلٹی ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے کچہری دیوانی سے لیکر نہر تک سڑک پختہ ہو گئی اور مزار کی جانب سے جو روپیہ داخل سرکار کیا گیا وہ حصہ جو نہر سے مزار تک واقع ہے تیار ہوا چنانچہ دوسو دس روپیہ مومنین نے چندہ کرکے داخل کئے اور سڑک بالکل تیار ہو گئی۔

ایک انجمن بسرپرستی جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی مجتہد لکھنؤ موسومہ انجمن معین الزائرین آگرہ بغرض نگرانی مزار مبارک و انتظام قیام زائرین و جلسۂ سالانہ و مجالس قائم کی گئی ہے اور مزار پر پہلا سالانہ جلسہ بسرپرستی جناب مولانا و منفتدانا ممدوح تاریخہائے ۲۳ و ۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۳۳۱ ہجری کو ہوا۔

قاضی صاحب کے مزار کی زیارت کا ثواب

مشہور ہے کہ ایک نوجوان مومن نواح آگرہ کے کسی قریہ کا باشندہ تھا و بقولی آگرہ کے محلہ حاجی حسن مرحوم کے کٹرہ کے قریب کا رہنے والا تھا

وہ بغرض زیارت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا اپنی مادر
ضعیفہ کو چھوڑ کر کربلاے معلی کو روانہ ہوا اور پھر واپسی وطن کو اوسکا دل
مانع ہوا اوسکی مان وبقولے اوسکے عیال و اطفال اوسکی مفارقت مین
اسقدر بیقرار رہوے کہ شب روز گریہ وبکا کرکے مجلس عزاے شہید کربلا
نقل ضریح وعلم اور منبر کو پکڑ کر اور زیارت پڑھکر دعا اوسکی واپسی وطن کی
کرتے تھے اور اسی طرح کئی سال گذر گئے کہ اوس مومن نے کربلاے
معلی مین بحالت خواب دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین
کہ تیرے عیال و اطفال اور تیری مان تیری مفارقت مین بیچین ہین تو اپنے
وطن کو واپس جا اور اونکے قلوب کو شاد کر۔ یہ خواب دیکھکر وہ مومن بیدار
ہوا اور خواب کو خیال تصور کرکے خاموش ہو رہا۔ دوسری رات کو پھر
حضرت نے وہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی اوسنے خیال ہی سمجھا اور تیسری
رات کو حضرت نے اوسکو بتاکید واپسی وطن کو ارشاد فرمایا اوسوقت
اوس مومن نے عرض کیا کہ مین حضور کے حکم کی تعمیل کرتا ہون صبح کو روانہ
وطن ہونگا مگر افسوس ہے کہ حضور کے در اقدس سے دور ہو جاؤنگا
ثواب زیارت سے محروم رہونگا۔ حضرت نے اوسکی یہ عرض سماعت
فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہندوستان مین قاضی نوراللہ کا مزار موجود ہے تو ہر
پنجشنبہ کو میرے اوس فرزند کی اپنے شہر آگرہ مین زیارت کرنا تجھکو میری
زیارت کا ثواب حاصل ہوگا اور قاضی صاحب کی قبر کا پتہ بھی جناب نے
بتا دیا اوسوقت تک یہ مومن قاضی صاحب کے نام سے واقف نہ تھا
چنانچہ وہ مومن وطن واپس آیا اور اپنے اہل وعیال وزوالدہ ضعیفہ سے

ملا اور اپنا خواب سب سے بیان کیا اور اوسکی مان مع اپنے فرزند کے حسب
نشان فرمودۂ جناب سید الشہدا مرقد منور قاضی صاحب کو چلی اور بتلاش
تمام نشان مزار مقدس کو پایا اور مدام زائر مزار پر انوار رہی اور بعد وفات
قریب مزار قاضی صاحب کے مدفون ہوئی۔
سید ابو جعفر صاحب کا ایک مضمون ممدوح کے مزار مقدس کے متعلق رسالہ
شیعہ کھجوہ ضلع سارن بابت ماہ اپریل و مئی سنہ ۱۹۱۶ء مین شائع ہوا ہے
جو درج ذیل ہے:۔
مین زیارت شہید ثالث علیہ الرحمہ کے لیے حاضر ہوا اور بروز جمعہ قریب
دس بجے دن کے مزار مقدس پر تازہ سیب کی خوشبو مجھے معلوم ہوئی اپنے
رفع شبہہ کے لیے ہرچند روضہ کے اندر تمام تلاش کیا کہ کسی نے کہین سیب
رکھدیا ہوگا مگر پتہ نہ ملا اور معلوم ہوا کہ یہ آپکی کرامت ہے اور جس طرح روضۂ
اقدس حضرت امام حسین علیہ السلام پر سیب کی بو اکثر لوگونکو معلوم ہوتی ہے
اوسی طرح اس شہید راہ خدا کی قبر مطہر سے بھی سیب کی بو آتی ہے۔ اوس
تاریخ سے مجھے اسکا خیال رہا اور مدتون جمعہ کو صبح کے وقت حاضر روضہ
ہوتا رہا مگر کبھی یہ نوبت نہ آئی مگر یکم جنوری روز سنیچر یعنے پرسون جس کو آج
تیسرا دن ہے ایک بجے مزار پر حاضر ہوا اور نماز ظہر مین پڑھکر ٹھیک ۱ بجے
زیارت پڑھی اور خضوع وخشوع قلب سے بعد فاتحہ خوانی مشغول دعا ہوا
کہ یک بیک مجھے خوشبو سیب کی معلوم ہوئی اللھم صل علےٰ محمد وآل محمد
کچھ دیر حیرت زدہ ساکت رہا اوسکے بعد بہت کوشش کر کے خیال کیا
کہ شاید یہ خوشبو اون پھولون کی نہو جو قبر مطہر پر لوگون نے چڑھائے ہین

مگر جہان تک غور و فکر کیا معلوم ہوا کہ یہ پھولون کی خوشبو نہین ہے او صاف
طرحسے سیب کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور سیب کی خوشبو ہونے کا دل کو پورا یقین ہے
مینے اسوقت دعا مین آپ کو بھی شریک کیا تھا فقط

اے برادران ایمان والے شیعیان ذیشان آپ صاحبان کو بھی لازم ہے
کہ اگر آپ حضرات بغرض زیارت کربلائے معلی جانے سے معذور ہون تو آپ
بھی حضرت قاضی نور اللہ صاحب شوستری شہید ثالث علیہ الرحمہ کے مزار
مقدس کی زیارت سے ثواب حاصل کرین کیونکہ آپکا مرتبہ بوجہ عالم ہونے کے
ایک نبی بنی اسرائیل کے برابر ہے چنانچہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نیز فرمایا کہ ایک
ساعت عالم کے پاس بیٹھکر علم سیکھنا اور پوچھنا خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے
لاکھ رکعت نماز سے اور لاکھ تسبیح سے جو خوشنودی الٰہی کے واسطے پڑھی ہون
اور دس ہزار گھوڑے نکے فی سبیل اللہ مجاہدین کے دینے سے بہتر ہے۔

جناب امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا من لم یستطع ان یصلنا
فلیصل فقراء شیعتنا و من لم یستطع ان یزور قبورنا فلیزور
صلحاء اخواننا یعنی جو شخص قادر نہو ہمارے ساتھ نیکی کرنے پر اوسکو
چاہیے کہ نیکی کرے ہمارے فقراے شیعہ کے ساتھ اور جو شخص قادر نہو ہماری
قبور کی زیارت کرنے پر اوسے چاہیے کہ زیارت کرے ہمارے اخوان صالحین
کی ایسا ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے ــــ

قاتلان قاضی صاحب کا انجام

قاضی صاحب کی شہادت کے تھوڑے عرصہ کے بعد منتقم حقیقی نے اس
شہید مظلوم کے انتقام لینے کی یہ صورت ظاہر کی کہ نورالدین جہانگیر
پادشاہ جو ایام طفولیت سے دختر خواجہ غیاث الدین و زوجہ نواب
علی قلیخان مخاطب بہ شیرافگن خان پر عاشق تھا اور اندنون
علمائے اہل خلاف نے سرداران شیعہ سے پادشاہ کو اغوا کرکے قتل کرانا
شروع کردیا تھا اور اونکے بعد نواب شیرافگن خان کے قتل پر
برانگیخت کیا اور نواب شیرافگن خان کے قتل ہوجانے سے
پادشاہ کا اپنی محبوبہ کا ملجانا بھی مقصود تھا چنانچہ اوسکے قتل کی بہت
سی تدبیرین کی گئین اوّل تو ایک شیر سے اوسکا مقابلہ کرایا جس پر وہ
غالب آیا اور پادشاہ نے شیرافگن خان کا خطاب دیا پھر ایک
مست ہاتھی کا مقابلہ کرایا بعدہ بہت بڑے بہادر صاحب فوج
راجہ کو خفیہ حکم قتل شیرافگن خان کا دیکر روانہ کیا لیکن شیرافگن خان
فتحیاب ہوا۔ پھر چالیس زبردست قزاق بطمع انعام اوس کے
قتل کرنے کے لیے مامور کیے گئے اونپر بھی شیرافگن خان منصور ہوا
بالآخر شیرافگن خان پر یہ ثابت ہوگیا کہ پادشاہ ضرور اوسکو قتل
کرڈالے گا تو وہ اپنی جاگیر بردوان کو چلا گیا اور حاسدون و متعصبون
کی نظر سے دور ہوگیا لیکن پادشاہ کے برادر رضاعی قطب الدین نبیرۂ
شیخ سلیم چشتی نے جو نہایت متعصب سنی اور علمائے اہل خلاف
کا سنگر سیٹری بنا بر قتل اہل تشیع تھا اوسنے پادشاہ کو ورغلانا اور
شیرافگن خان کے قتل کی تدابیر بتلاکر خود اوسکے قتل کا بیڑا اوٹھایا

اور صوبہ بنگالہ کی صوبہ داری کا خلعت پہنکر جانب بردوان روانہ ہوا اور
وہان پہونچکر شیر افگن خان سے گفتگو کرنے کے بعد اوسپر چھاپہ مارا
مگر شیر افگن خان کے ہاتھ سے بوقت حملۂ اول قطب الدین خان اور
اوسکا سپہ سالار البتہ خان مع دیگر چند بہادر لوگون کے مقتول ہوا
اور بعد کو شیر افگن خان نے بھی جام شہادت نوش کیا اور نور جہان بیگم
(زوجہ شیر افگن خان) مقید ہوکر قلعۂ آگرہ مین اندرون محل شاہی رکھی
گئی اور بادشاہ نے اوسکے پاس جاکر اپنی خواہش ظاہر کی مگر نور جہان
عرصہ تک انکار کرتی رہی مگر آخر کو بادشاہ کا عقد بڑی دھوم دھام سے
نور جہان کے ساتھ ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین نور جہان اپنی دانائی
ولیاقت سے صاحب مہر وسکہ اور حاوی امور سلطنت ہوگئی اور اوسکے
باپ بھائی اور کل اعزا وزارت سے لیکر تمام بڑے بڑے عہدون پر
فائز ہوگئے اور اس سبب سے کہ نور جہان شیعہ تھی اور کل بڑے بڑے
عہدے شیعون کے ہاتھ مین تھے اسلیے دربار شاہی مین شیعونکی قوت
بہت ہوگئی اوسوقت نور جہان نے یہ تدبیر کی کہ جن علماے اہل خلاف
نے جناب قاضی صاحب کے قتل کے فتوے دیے تھے اونکو
قلعہ مین بلاکر بادشاہ سے گفتگو کرائی اور کچھ ایسے مسائل پر دستخط کرائے
جن مین کہ اون علماء نے گویا اپنے قتل کے فتوے لکھدیے پھر
نور جہان نے اون علماء کو خفیہ اندر ہی اندر قتل کراکے ایک چاہ
ناپاک اندرون قلعہ مین ڈلواکر بند کرادیا ۔ کسیکو خبر تک
نہوئی اور کوئی اُن کا نام لیوا نرہا اور بوجہ اون کی بداعمالی کے

اون کے فرقہ کے لوگ بھی عمداً مخفی کیے ہوئے ہیں ۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

تمام شد

یہ کتاب بتاریخ یکم ستمبر ۱۹۱۶ء کو شہر لکھنؤ مطبع اثنا عشری میں بکوشش تمام و بعجلت تمام خادم المومنین سید سجاد علی رضوی تاجر کتب چوک لکھنؤ کے زیور طبع سے آراستہ ہوئی حق تصنیف و تالیف محفوظ ہے

کتب احادیث وقصائد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نہر المصائب اردو	سعہ ر	بحر المصائب اردو	سے ر
انتخاب المصائب اردو	۱۲ ار	تحفۂ یوسفیہ اردو	عہ ر
مجالس علویہ اردو	۸ عہ ر	ینابیع المصائب اردو	۶ ر
بحور الغمہ جلد اول	سے	عشرۂ مشہر اردو	۱۴ ار
بحور الغمہ جلد دوم	۸ ے	تحقیق الحد اردو	
بحور الغمہ جلد سوم	مے ر		۱۴ ار
مجالس حسنیہ اردو	۱۲ ار	در المصائب	
بحر البکا اردو	۱۴ ار	حصہ سوم	۱۳ ار
نور المجالس اردو	۱۲ ار	در المصائب	
مخزن ماتم اردو	۱۲ ار	چہارم وپنجم	۱۴ ار
زبدۃ المصائب اردو	۶ عہ ر	نور الفقہ ماتم	
نزہۃ المصائب اول اردو	سہ ر	چہل مجلس	۸ عہ ر
نزہۃ المصائب حصہ دوم	۱۴ ر	دہ مجلس اردو	
نزہۃ المصائب حصہ سوم	۱۰ ر	کار آمد ذاکرین اردو	عہ ر
نزہۃ المصائب پنجم	۵ ر	سفینۃ الشہدا	۸ ر
ترجمہ لہوف اردو	۱۴ ار	خصائص حسینیہ اردو	عہ ر
تذکرۃ المعصومین	عہ ر	روضۃ القاصدین	
مارتین علامہ کنتوری	۸ عہ ر	کامل	عہ ر
بحار الانوار اردو در حال		بحار الانوار	
امام حسن علیہ السلام	۸ عہ ر	در حال جناب	
بحار الانوار اردو در حال		سیدۃ سلام اللہ	
امام حسین علیہ السلام	للعہ	علیہا	عہ ر
ینبوع المعجزات	۱۴ ار	مصائب الشہدا	
قصیدہ حاسمی در علویہ	۱۰ ر	اردو ترجمہ مجالس	عما
شرعۃ المصائب اردو	۱۴ عہ ار	قصائد عزیز	۱۲ ار
مجالس الشیعہ اردو	۸ عہ ر	قصائد محشر	۶ ر
مجالس علویہ جلد دوم	ے ر		

نام کتاب	قیمت
روضۂ رضوان مجموعۂ قصائد شعرائے آتی اردو	۱۲ ار
روضۂ رضوان بہین شعرائے آتی کی فارسی قصیدہ ہیں	۱۲ ار
موجۂ کوثری شرح قصیدہ سید اسمٰعیل حمیری	۳ ر
قرآن السعدین خمسہ ہفت بند و ہفت بند کاشی	۱۰ ر
مناقب اہلبیت ترجمہ قصیدہ فرزدق شاعر	۱ ر
معدن الرضا فارسی شرح ہفت بند	۸ ر

کلیات ومراثی وسلام

نام کتاب	قیمت
مجموعۂ مراثی دفتر غم چھوٹے چھوٹے مرثیہ تحت اللفظ و سوز خوانی کے	۶ ر
مجموعۂ مراثی مرزا دبیر کامل بیس جلد ہر جلد کی قیمت ۱۲ ار کامل	۱۰ / ۹۶
مجموعۂ مراثی مرزا دبیر مطبوعہ کشوری جلد اول عہ ر جلد دوم	۱۲ ار
مجموعۂ مراثی میر انیس چھ جلد کامل	
مجموعۂ مراثی میر مونس چھ جلد ہر ایک کی قیمت	عہ ر
مجموعۂ سلامہائے میر مونس مرحوم	
مجموعۂ مراثی میر وحید و میر انس دو جلد کامل	۱۲ ار
براہین غم جلد اول عہ ر دوم کمیاب سوم	عہ ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مراثی میر تعشق مرحوم	۱۲ ار	مراثی دلگیر چھ جلد کامل	۱۲ ار
گلدستۂ جنان مراثی شفیع	عہ ر	روضۂ رضوان مراثی شفیع	عہ ر
سرمایۂ ایمان مراثی شفیع	عہ ر	مراثی سلطان عالم	۸ ر
مجموعۂ سلام خاندان انیس	۸ ر	رباعیات میر انیس	۳ ر
رباعیات مرزا دبیر	۳ ر	دار السلام مجموعۂ سلام	۱۲ ار
گلدستۂ سلام عمدہ عمدہ سلام	۱۲ ار	مجموعۂ سلامہائے فاخر	۸ ر
مرثیہ میر نفیس مرحوم طبع		روشن سیہری شمع شبستان سخن	۱۴ ر

المشتہر سید سجاد علی رضوی تاجر کتب چوک لکھنؤ

ضروری اطلاع

ہر خاص و عام کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے
کہ ذکر حمید در احوال نور اللہ شہید کی رجسٹری بموجب
ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کرادیگئی ہے لہذا کوئی صاحب اسکے
طبع کرنے یا کرانیکے مجاز نہین ہین۔

المشتہر

سید شبیر حسن محسن فوٹوگرافر مولف البم شہنشاہی
ورسالہ فوٹوگرافی وغیرہ

موہان ضلع اناؤ ملک اودھ